26760
0/29
دارالافتاء
فتوی نمبر ۲۱۲۵/۲۹

کیا فرماتیں ہے مفتیان کرام اس مسئلہ کے

(۱) ہمارے والد صاحب مختیار عالم مرحوم کا انتقال 20/6 میں ہوگیا ہے، اور ورثاء میں ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہے، مرحوم کی بیوی کا انتقال اس سے پہلے ہو چکا تھا اور مرحوم کے والدین، دادا، دادی اور نانی مرحوم سے پہلے انتقال کرچکے ہیں۔
اب سوال یہ ہے کہ مرحوم کی جائیداد کی تقسیم کس طرح ہوگی۔

(2) --- مرحوم نے اپنی حیات میں اپنے 200 گز کے مکان کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، لیعنی 40، 40، 40 گز کے پانچ حصے کئے، تینوں بیٹوں کو ایک ایک حصہ اور تینوں بیٹیوں کو ایک حصہ دیا، جبکہ اپنے لئے ایک حصہ چھوڑا، یہ تقسیم زبانی تھا، اس کے بعد دو بیٹوں کو 40، 40 گز کا الگ الگ مالکانہ قبضہ دیدیا جبکہ باقی 120 گز پر والد صاحب اپنے ایک بیٹی اور ایک بیٹے کے ساتھ رہائش پزیر تھا اور باقی کسی کو مالکانہ قبضہ نہیں دیا گیا، اور پھر والد صاحب کا انتقال ہو گیا
اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح تقسیم سے ہم سب بھائی اور بہنیں اپنی اپنی حصوں کے مالک بن گئے تھیں یا نہیں؟

(3) --- پھر کچھ عرصہ بعد اس تیسرے بھائی نے اس 120 گز میں سے اپنا چالیس 40 گز 3500000 میں فروخت کیا، اور اس پر کسی بھائی اور بہن نے اعتراض نہیں کیا، جبکہ سب عاقل و بالغ تھیں، تو کیا اس کا اسطرح فروخت کرنا صحیح ہے یا نہیں، وہ اس کا مالک بن گیا یا نہیں؟

(4) --- پھر ہم نے باقی 80 گز کو 62,00,000 لاکھ میں۔ فروخت کر کے، 40 گز کی قیمت بہنوں کو دیدی، اور والد مرحوم کے حصہ چالیس 40 گز کی قیمت ہم کے بھائیوں نے آپس میں تقسیم کیا ہے، کیا یہ تقسیم شریعت کے رو سے درست ہے؟

(5) --- اس تقسیم پر بہنوں کا یہ اعتراض ہے کہ اس میں والد مرحوم

(جاری ہے---)

کے حصہ چالیس (40) گز میں بھی ہمیں حصہ ملنا چاہئے ، تو کیا شرعاً
والد مرحوم کے حصہ 40 گز میں بھی بہنوں کو حصہ ملتا ہے یا نہیں ،
ان کا یہ مطالبہ درست ہے یا نہیں ؟

دار الافتاء

العارض محبوب عالم

رابطہ نمبر 0348-2787988

پتہ منظور کالونی مکان نمبر 114/B

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب حامداًومصلیًا

آپ کے والد مرحوم نے انتقال کے وقت اپنی ملکیت میں مذکورہ مکان سمیت جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال وجائیداد، پلاٹ، نقدرقم، سونا، چاندی، مالِ تجارت، کپڑے، فرنیچر، گھریلو سازوسامان ، غرض جو بھی چھوٹابڑاسامان چھوڑاہے، وہ سب مرحوم کاترکہ ہے، نیز مرحوم کا وہ قرضہ جو دوسروں کے ذمہ ہوں اور مرحوم نے اسکووصول نہ کیاہو وہ بھی مرحوم کا ترکہ ہے۔اوران سب کوشریعت کے حکم کے مطابق ورثاء میں تقسیم کرنالازم ہے، جس کاطریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ترکہ سے مرحوم کے کفن ودفن کے متوسط مسنون اخراجات نکالے جائیں، لیکن اگر یہ اخراجات کسی نے احسان کے طورپر اداکردیئے ہوں، تواس صورت میں یہ اخراجات نہیں نکالے جائیں گے، اسکے بعدیہ دیکھیں کہ اگر مرحوم کے ذمہ دوسروں کا ایسا قرضہ ہوجس کااداکرناواجب ہو، تو وہ ادا کیا جائے، اس کے بعد دیکھیں کہ اگرمرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہو توبقیہ ترکہ کی ایک تہائی (1/3)مال کی حدتک اس پر عمل کیاجائے، اسکے بعد جوترکہ بچے اس کے کل نو(9)برابرحصے کرکے ہربھائی کودو(2)حصے، اورہر بیٹی کوایک(1)حصہ دیدیں۔

دار الافتاء

تقسیم کانقشہ یہ ہے:

مسئلہ:9 مرحوم والدصاحب

میت

3بیٹے	3بیٹیاں
6	3
فی بیٹا:2	فی بیٹی:1
فی بیٹا:%22.222	فی بیٹی:%11.111

(۲،۳)---واضح رہے کہ مرحوم کااپنی حیات مین اولاد کے درمیان مکان تقسیم کرنا ہبہ (گفٹ) ہے، اوراس کے مالک بننے کے لئے شرعاًقبضہ ضروری ہے، لہذاصورت مسؤلہ میں جن دوبیٹوں کومرحوم نے اپنی حیات میں قبضہ دیدیاتھاوہ اپنے اپنے حصوں کامالک بن گئے ہیں، اوراورمرحوم کے بیٹیوں کاحصہ چونکہ چالیس (۴۰)گز ہے، جوکہ اگر ان تینوں کے درمیان تقسیم کیا جائےتوکسی کاحصہ قابل انتفاع نہیں رہے گا، لہذاان کے لئے اپنے حصہ پرقبضہ کرناضروری نہیں، بلکہ وہ قبضہ کئے بغیراپنے اپنے حصوں کی مالک بن چکیں ہیں، البتہ والد صاحب نے جس بیٹے کواپنے ساتھ رکھا، اوراس کے حصہ کوالگ کرکے نہیں دیا، تواس کے حصے کاہبہ شرعاً مکمل نہیں ہوا، شرعی لحاظ سے اس کاحصہ الگ کرکے اس بیٹے کے قبضہ میں

(جاری ہے---)

(جاری ہے---)

دینالازم تھا،اوراس کے بعد جب والد کا انتقال ہو گیاتووہ حصہ مرحوم کے ترکہ میں شامل ہو گیا ، جس کوشریعت کے حکم کے مطابق ورثاء میں تقسیم کرنالازم تھا، البتہ باقی ورثاء کا اخلاقی فریضہ ہے، کہ وہ اس تیسرے بھائی کے حق میں اپنے حصۂ میراث سے دستبردار ہو جائیں، تاکہ اس مکان سے مرحوم کی منشاء کے مطابق تمام اولاد کو حصہ مل جائے اور کسی کو بھی ضرر نہ ہو۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٥/ ٦٩٠)

(وتتم) الهبة (بالقبض) الكامل(قوله: بالقبض) فيشترط القبض قبل الموت،

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي (٥/ ٩٤)

قال في الهداية قال ومن وهب شخصا مشاعا فالهبة فاسدة قال الأتقاني أي قال القدوري في مختصره وتمامه فيه فإن قسمه وسلمه جاز وأراد به الهبة فيما يقسم؛ لأن هبة المشاع فيما لا يقسم صحيحة،

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٨١١)

(قوله: ثم شرع في مسألة التخارج) تفاعل من الخروج وهو في الاصطلاح تصالح الورثة على إخراج بعضهم عن الميراث على شيء من التركة عين أو دين

(۴،۵)۔۔۔والد صاحب نے اپنے لئے جو چالیس (40) گز کا حصہ رکھا تھا، وہ والد مرحوم کا ترکہ ہے جس میں بہنوں کا بھی (نمبرا، میں موجود تفصیل کے مطابق) حصہ ہے، اوران کو اپنے حصہ کے مطالبہ کرنے کا حق ہے، مرحوم کے ورثاء پر لازم ہے کہ والد مرحوم کے نام پر جو چالیس گز کا حصہ تھا، اسکی رقم مرحوم کی بیٹیوں سمیت تمام ورثاء کو ان کا حصہ ادا کریں، صرف بیٹوں میں اس رقم کو تقسیم کرنا اور بیٹیوں کو محروم کرنا جائز نہیں ہے، لہذا بھائیوں پر اسکی تلافی کرنالازم ہے، اور بہنیں اپنے مطالبے میں حق بجانب ہیں۔

السراجی :ص ٥٠ المكتبة البشرى

قال علماؤنا:تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة:الاول:يبدأبتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولاتقتير،ثم تقضي ديونه من جميع مابقي من ماله،ثم تقضي ديونه من جميع ما بقي من بعد الدين،ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامة-------------------------------والله خير الوارثين

زاہد اللہ
زاہد اللہ غفرلہ ولوالدیہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۴/ جمادی الثانیہ/ ۱۴۴۱ھ
30/ جنوری/ 2020

الجواب صحیح
نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۴/ جمادی الثانیہ/ ۱۴۴۱ھ
۳۰/ جنوری/ 2020

الجواب صحیح
۱۴۴۱/۶/۴

الجواب صحیح

دار الافتاء
نائب مفتی